www.KitaboSunnat.com

کتاب و حکمت

پروفیسر چوہدری عبد الحفیظ
پروفیسر حافظ محمد اسرائیل

ترجمان القرآن

(انسائیکلوپیڈیا آف قرآن)

آیت نمبر ۱۲۹

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

"اے پروردگار! ان لوگوں میں اُنہیں میں سے ایک پیغمبر بھیج دے جو اُنہیں تیری آیات تلاوت کر کے سنائے اور قرآن و سنت کی تعلیم دے اور ان کے (دلوں کو) پاک صاف کرے، بے شک تو غالب اور صاحبِ حکمت ہے"

ندائے خلیل اور دعائے مسیحا

اس آیت میں حضرت ابراہیمؑ کی دعا کا وہ آخری حصہ ہے جو آپ نے اہلِ حرم کے لئے فرمائی۔ دعا یہ تھی کہ اے پروردگار! میری اولاد سے ایک رسول ان میں بھیج دے۔ ان کی یہ دُعا تقدیر کے عین مطابق ثابت ہوئی۔ تقدیر رسول اکرم ﷺ کو نبی متعین کرنے کی تھی جنہیں نہ صرف اُمیین کی طرف بھیجا گیا بلکہ سارے عجم اور ساری کائنات کے جن و انس کے لئے مبعوث کیا گیا۔ حدیثِ عرباض بن ساریہؓ میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"میں اللہ کے ہاں اس وقت خاتم النبیین تھا جب آدمؑ بھی مٹی کے پُتلے تھے۔ میں تمہیں نبوت کے آغاز کی اطلاع دیتا ہوں۔ میں دعا ہوں اپنے جدِ امجد حضرت ابراہیم کی، بشارت ہوں حضرت عیسیٰؑ کی اور اپنی ماں کا خواب ہوں، بالکل اسی طرح جیسے دوسرے پیغمبروں کی مائیں دیکھا کرتی تھیں" (رواہ احمد)

مراد یہ ہے کہ سب سے پہلے جس نے رسول اکرم ﷺ کو لوگوں میں مشہور کیا اور آپ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کا ذکر عام کیا تھا وہ حضرت ابراہیمؑ ہیں۔ آپ کے ذکرِ مبارک کی یہ دھوم دھام لوگوں میں ہمیشہ لگاتار چلتی رہی۔ حتیٰ کہ بنی اسرائیل کے آخری نبی حضرت عیسیٰؑ نے اپنی قوم میں کھڑے ہو کر آپ ﷺ کے مبارک نام کا یہ خطبہ پڑھا:

﴿ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ﴾ (الصف: ٦)

"میں تمہارے پاس اللہ کا رسول ہوں اور جو کتاب مجھ سے پہلے آ چکی ہے (توراۃ) اس کی تصدیق کرتا ہوں اور تمہیں ایک ایسے پیغمبر کی خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام "احمد" ہو گا"

اسی لئے مذکورہ حدیث میں یہ فرمایا کہ میں حضرت ابراہیمؑ کی دعا اور حضرت عیسیٰؑ کی بشارت ہوں۔ جہاں تک آپ ﷺ کی والدہ محترمہ کے خواب کا تعلق ہے تو وہ خواب انہوں نے زمانۂ حمل میں دیکھے تھے۔ اس کا ذکر انہوں نے اپنی قوم سے کیا۔ یہ بات تمام لوگوں میں مشہور ہو گئی جو آپ ﷺ کی نبوت کی تمہید بنی، بلکہ شام کی تخصیص اس لئے ہے کہ شام میں آپ ﷺ کی نبوت اور آپ ﷺ کے دین کو استقرار نصیب ہو گا۔ اسی لئے شام آخری زمانے میں اسلام اور اہل اسلام کی آماجگاہ ہو گا۔ وہیں پر حضرت عیسیٰؑ منارۂ سفید شرقی سے نازل ہوں گے۔ صحیحین میں مرفوعاً آیا ہے کہ

"اس امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا اور غالب رہے گا اور اس گروہ کو کسی کی مخالفت نقصان نہیں پہنچا سکے گی یہاں تک کہ اللہ کا حکم نافذ ہو گا اور وہ اسی حال پر ہوں گے" امام بخاریؒ نے فرمایا "یہ گروہ شام میں ہو گا"

میں کہتا ہوں: اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ گروہ ضرور شام میں ہو گا بلکہ شام کے ملک کا غالب امکان ہے اور دنیا کے دوسرے حصوں میں بھی ایسے لوگ رہے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ اس حدیث سے اشارتاً یہ بشارت بھی ملتی ہے کہ اسلام تا قیامت دنیا میں باقی رہے گا۔ ایسا نہیں ہو گا کہ کوئی مخالف یا دشمن اسے روئے ارض سے مٹا دے خواہ وہ قلیل تعداد (غربت) میں ہی کیوں نہ ہو۔ ہر جگہ غربت بھی نہیں ہو گی (یعنی اجنبیت نہ ہو گی) بلکہ ایک گروہ کو شام یا کسی اور جگہ واضح غلبہ تام رہے گا۔

یہاں لفظ گروہ عام ہے، معلوم ہوا کہ جو فرقہ حق پر غالب رہے گا اس میں اہل علم اور اہل ملک دونوں شامل ہوں گے۔ لہٰذا اسی وجہ سے جو لوگ کتاب و سنت کے عالم ہیں وہ ہمیشہ اہل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعت، اہل رائے اور اصحابِ قیاس پر غالب رہتے ہیں۔ اور جو بادشاہ اور رؤسا دین دار ہیں وہ فاسقوں، فاجروں پر غلبہ رکھتے ہیں۔

ابو العالیہ ؒ نے فرمایا جب حضرت ابراہیم ؑ نے یہ دعا کہ محمد ﷺ مبعوث ہوں تو ان سے کہہ دیا گیا کہ تمہاری یہ دعا قبول ہے۔ یہ رسول آخری زمانے میں ہوگا۔ سدیؒ اور قتادہ ؒ کا بھی یہی قول ہے۔

کتاب سے مراد قرآن مجید ہے، حکمت سے مراد سنت یعنی حدیثِ رسول اللہ ہے۔ یہی رائے حسن، قتادہ، مقاتل بن حیان اور ابو مالک وغیرہم کی ہے۔ بعض نے کہا کہ حکمت سے مراد دین کا شعور ہے۔ ابن کثیرؒ نے فرمایا: "ان اقوال میں کچھ تضاد نہیں ہے" بعض نے فرمایا حکمت سے مراد حق اور باطل کے درمیان تمیز ہے۔ ابن قتیبہؒ نے فرمایا "حکمت سے مراد علم و عمل ہے، آدمی اس وقت تک حکیم نہیں ہوتا جب تک یہ دونوں صفات اس میں شامل نہ ہوں"۔

ابنِ دُرید کہتے ہیں: "جو بات آپ کو نصیحت کرے، کسی نیکی کی طرف بلائے اور بری بات سے روکے وہی بات حکمت ہے"

میں کہتا ہوں: یہ سارے اُمور سنتِ مطہرہ میں شامل ہیں جس نے قرآن و حدیث کو پکڑا وہی بڑا حکیم صاحبِ فہم و علم و عمل ہوا۔ قرآن پاک میں جہاں کہیں لفظ حکمت آیا ہے، اس سے مراد سنت ہے، قرآن مجید سنت پر عمل کی خبر دیتا ہے، سنت قرآن مجید سے وابستگی پر آمادہ کرتی ہے۔ دین کے اصول یہی دو چیزیں ہیں، اجماع کا قیام نہایت ہی مشکل ہے اور قیاس بغیر کسی ماثور حجت کے قابل عمل نہیں۔ عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا: پاک و صاف کرنے سے مراد (تزکیہ) اللہ کی طاعت واخلاص ہے۔

محمد بن اسحٰقؒ نے فرمایا "آیت کے معنی یہ ہیں کہ پیغمبر انہیں خیر اور شر کی تمیز بتاتا ہے اور انہیں یہ بتاتا ہے کہ اگر وہ خیر پر عمل کریں گے تو اللہ ان سے راضی ہوگا اگر وہ اس کی اطاعت کریں گے تو نافرمانی سے دُور رہیں گے"

عزیز اسے کہتے ہیں جسے کوئی عاجز نہ کرسکے وہ ہر چیز پر توانا ہو۔ حکیم وہ ہے جس کے قول و فعل میں کوئی نقص نہ ہو۔ دنیا کی ہر چیز کو اپنے علم اور عدل سے اس کے صحیح مقام پر رکھے۔ کسائی نے فرمایا "عزیز کہتے ہیں غالب کو، حکیم کہتے ہیں عالم کو" معلوم یہ ہوا کہ حکیم وہ ہے جو قرآن مجید اور سنتِ مطہرہ کا عالم ہو نہ کہ وہ جو یونان کے فنون کے جاننے والا ہو۔ حکمت خوش قسمت لوگوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حصے میں آتی ہے نہ کہ صاحب رائے اور اہلِ قیاس کو۔

آیت نمبر ۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲

وَمَن يَرْغَبُ عَن مِّلَّةِ إِبْرَٰهِـۧمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَهُۥ ۚ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَـٰهُ فِى الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُۥ فِى الْـَٔاخِرَةِ لَمِنَ الصَّـٰلِحِينَ ﴿١٣٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُۥ رَبُّهُۥٓ أَسْلِمْ ۖ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَـٰلَمِينَ ﴿١٣١﴾ وَوَصَّىٰ بِهَآ إِبْرَٰهِـۧمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَـٰبَنِىَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ

"اور ملتِ ابراہیم سے کون روگردانی کر سکتا ہے؟ مگر صرف وہ جو نادان ہے، ہم نے ان کو دنیا میں منتخب کیا تھا اور آخرت میں بھی وہ زمرۂ صلحاء میں ہوں گے۔
وہ وقت یاد کیجئے جب ان کے پروردگار نے ان سے کہا: "اسلام لے آؤ" تو انہوں نے عرض کی: "میں ربُّ العلمین کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں" اور حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو اسی بات کی وصیت کی اور حضرت یعقوبؑ نے بھی (اپنے بیٹوں سے یہی کہا) کہ بیٹا اللہ نے تمہارے لیے یہی دین پسند فرمایا ہے، تمہیں نہ موت آئے مگر صرف اسلام پر"

اللہ تعالیٰ نے کافروں پر اس بات کی تردید کی ہے کہ جو تم اللہ سے شریک کرتے ہو یہ تو ملتِ ابراہیمی کی مخالفت ہے، جو سارے حنفاء کے امام تھے۔ انہوں نے خالص اللہ کی توحید اختیار کی اور کسی غیراللہ کے سامنے نہ جھکے۔ پل بھر بھی کبھی شرک نہ کیا بلکہ اللہ کے علاوہ ہر معبود سے بیزار ہوئے۔ ساری قوم کی مخالفت مول لی۔ والد سے الگ تھلگ ہو گئے۔ فرمایا:

﴿ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾ (الانعام: ۷۹-۸۰)

"جن چیزوں کو تم اللہ کا شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں۔ میں نے سب سے یکسو ہو کر اپنے آپ کو اسی ذات کی طرف متوجہ کیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں"۔

اللہ نے فرمایا:

﴿ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاِنَّہٗ سَیَھْدِیْنِ ﴾ (الزخرف: ۲۶)

"اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ جن چیزوں کو تم پوجتے ہو میں ان سے بیزار ہوں۔ ہاں مگر جس نے مجھ کو پیدا کیا وہی مجھے سیدھا رستہ دکھائے گا"۔ پھر اللہ نے فرمایا:

﴿ وَمَا کَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاھِیْمَ لِاَبِیْہِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَۃٍ وَّعَدَھَا اِیَّاہُ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗ اَنَّہٗ عَدُوٌّ لِّلّٰہِ تَبَرَّاَ مِنْہُ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ لَاَوَّاہٌ حَلِیْمٌ ﴾ (توبہ: ۱۱۶)

"اور ابراہیمؑ کا اپنے باپ کے لئے بخشش مانگنا تو اس وعدے کے سبب تھا جو وہ اس سے کر چکے تھے۔ لیکن جب ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہوئے۔ بے شک ابراہیم بڑے نرم دل اور متحمل تھے"۔ اور اللہ نے فرمایا:

اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ کَانَ اُمَّۃً قَانِتًا لِّلّٰہِ حَنِیْفًا وَّلَمْ یَکُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ شَاکِرًا لِّاَنْعُمِہٖ اِجْتَبٰہُ وَھَدٰہُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَّاٰتَیْنٰہُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّاِنَّہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴾ (النحل: ۱۲۰-۱۲۲)

"بے شک ابراہیمؑ لوگوں کے امام اور اللہ کے فرمانبردار تھے۔ جو ایک طرف کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے اس کی نعمتوں کے شکر گزار تھے، اللہ نے ان کو برگزیدہ کیا تھا اور سیدھی راہ پر چلایا تھا اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوبی دی تھی اور وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں میں ہوں گے"۔

اسی لئے یہاں فرمایا کہ دین ابراہیم سے صرف وہی روگردانی کرتا ہے جو احمق ہے، جس نے اپنی حماقت اور سوءِ تدبیر کی وجہ سے حق کو چھوڑ کر گمراہی اور ظلم کو اختیار کیا کیونکہ وہ شخص جسے اللہ نے بچپن ہی سے ہدایت و ارشاد کے لئے منتخب کر لیا تھا پھر اسے اپنا خلیل (جانی دوست) ٹھہرایا وہ آخرت میں بھی اہلِ صلاح و سعادت کے گروہ میں ہو گا۔ ان کے طریقہ، مسلک اور ملت کو چھوڑ کر گمراہی کے رستے پر چلنا اس سے زیادہ ظلم اور حماقت کیا ہو گی۔ جیسے اللہ نے فرمایا ﴿ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ﴾ ابو العالیہ اور قتادہ نے کہا یہ آیت یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی، انہوں نے ایک ایسا طریقہ ایجاد کیا تھا جو اللہ کی طرف سے نہ تھا، خود ساختہ اور وضع کردہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس پر گواہ ہے:

﴿ مَا کَانَ اِبْرَاھِیْمُ یَھُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰکِنْ کَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَھٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امنوا واللہ ولی المؤمنین ﴾ (آل عمران: ٦٧-٦٨)

"ابراہیم نہ تو یہودی تھے نہ عیسائی، بلکہ سب سے بے تعلق ہو کر ایک اللہ کے ہو رہے تھے اور اسی کے فرمانبردار تھے۔ تو اصل میں ابراہیم سے قرب رکھنے والے وہ لوگ ہیں جو ان کی اتباع کرتے ہیں اور یہ پیغمبر آخر الزمان اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اللہ مومنین کا کارساز ہے"۔

ابو العالیہ نے کہا: "یہود و نصاریٰ ملتِ ابراہیمؑ سے نکل گئے، یہودیت اور نصرانیت میں بدعات ایجاد کیں، ملتِ خلیل کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے رسول اکرم ﷺ کو بھیجا" قتادہ نے کہا: "جو آدمی رسول اکرم ﷺ پر ایمان لانے سے منہ موڑتا ہے وہ ملتِ ابراہیم سے بھی منحرف ہے جو رسول اکرم ﷺ پر ایمان لائے وہ عین دعوتِ ابراہیم ہے"۔

ثابت ہوا کہ جو بات قرآن و سنت نے منسوخ نہیں کی اس میں ملتِ ابراہیم کی اتباع لازم ہے۔ جب اللہ نے حضرت ابراہیم سے یہ فرمایا کہ "تم مخلص اور خالص فرمانبردار ہو جاؤ" تو انہوں نے فی الفور شرعاً و قدراً مان لیا۔ ابو سعود کہتے ہیں کہ "جو مرتبہ ابراہیمؑ کو ملا، وہ فوری مطیع ہونے اور سرِ تسلیم خم کرنے کا نتیجہ تھا"۔

ابن عباسؓ نے فرمایا۔ "اللہ نے یہ حکم انہیں اس وقت فرمایا تھا جب وہ تہ خانے سے باہر آ رہے تھے، ستارے سے استدلال کرتے ہوئے یہی توحید تک پہنچے تھے، یہ جان گئے تھے کہ یہ ستارے اور سیارے کسی مُحدِث اور مدبّر کے محتاج ہیں۔ سو جس کی طرف یہ محتاج ہیں، وہی ان کا صانع ہے۔ اسی کو ماننا اور باقی کو سب کو چھوڑ دینا چاہیے"۔ ع

خلیل کعبہ ملک یقین گشت

مقر ﴿ لا احب الآفلین ﴾ گشت

"خلیل کعبہ کو جب یہ یقین آگیا (کہ اللہ کے علاوہ کوئی خالق نہیں) تو پھر انہوں نے اقرار کیا کہ میں ڈوب جانے والوں کو معبود نہیں مانتا"

تو حضرت ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کو اسی حکم برداری کی وصیت کی کہ تم ملتِ اسلامیہ پر گامزن رہنا یا اس کلمے کی وصیت کی ﴿ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ کیونکہ انہیں اس کلمے سے بڑی محبت تھی۔ مرتے دم تک اس کی حفاظت کرتے رہے۔

قرطبی نے کہا: کلمے سے مراد یہ ہے کہ یوں کہو ہم مسلمان ہوئے لیکن ترجیح اس بات کو ہے کہ مراد ملتِ حنیفیہ ہے اور مطلوب بعد میں آنے والوں سے اتباعِ ملت ہے نہ کہ صرف کلمہ اسلام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اقرار اور اعتراف اور یہی بات حضرت ابراہیمؑ کے حسب حال تھی۔ کہتے ہیں یہ سب بیٹے نو تھے، ان میں ایک اسماعیلؑ بھی ہیں جو سب سے بڑے تھے۔ کسی نے کہا چودہ بیٹے تھے (واللہ اعلم) پھر ان کے بیٹے اپنی اولاد کو بھی یہی وصیت کر گئے جس طرح اللہ نے فرمایا:

﴿ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴾

"اور یہی بات اپنی اولاد میں پیچھے چھوڑ گئے تاکہ وہ اللہ کی طرف رجوع کرتے رہیں"۔ (الزخرف: ۲۸)

بعض سلف نے لفظ "یعقوب" کو منصوب لفظ "بنیہ" پر معطوف ٹھہرایا۔ مطلب یہ ہوا کہ ابراہیمؑ نے اپنی اولاد اور اپنے پوتے یعقوب بن اسحٰقؑ کو یہ وصیت کی تھی کیونکہ وہ اس وقت حاضر تھے۔ قشیری کا یہ کہنا کہ حضرت یعقوبؑ، ابراہیمؑ کے بعد پیدا ہوئے، صحیح دلیل کا محتاج ہے۔

اس لئے کہ ظاہر یہی ہے کہ اسحٰقؑ کے گھر یعقوبؑ، خلیلؑ اور سارہ کی زندگی ہی میں پیدا ہوئے تھے کیونکہ دونوں کی بشارت ایک ساتھ دی گئی تھی:

﴿ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِن وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ ﴾ (ہود: ۷۱)

"تو ہم نے (ابراہیمؑ کو) اسحٰق کی اور اسحٰق کے بعد یعقوبؑ کی خوشخبری دی"۔

سو اس وقت اگر یعقوبؑ موجود نہ ہوتے تو اسحٰق کے بیٹے کا ذکر کا کچھ فائدہ نہ تھا۔ اللہ نے سورۂ عنکبوت میں فرمایا:

﴿ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ ﴾

"اور ہم نے ان کو اسحٰقؑ اور یعقوبؑ بخشے اور ان کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب مقرر کر دی"۔ (العنکبوت: ۲۷)

دوسری آیت میں یوں فرمایا:

﴿ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ﴾ (الانبیاء: ۷۲)

"اور ہم نے ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ عطا کئے اور اس پر یعقوبؑ فرزند عطا کئے"

یہ آیتیں اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ یعقوبؑ، خلیلؑ کی زندگی میں موجود تھے۔

یہ فرمان کہ تمہیں موت نہ آئے مگر اسلام پر، اس کا مطلب یہ ہے کہ زندگی میں اچھی طرح پکے مسلمان اور سچے تابع فرمان بنے رہو۔ حتیٰ کہ اللہ تمہیں اسی کلمے پر موت نصیب کرے۔ کیونکہ آدمی غالباً اسی حالت پر مرتا ہے جس میں زندگی بھر مصروف رہتا ہے پھر اسی حالت میں وہ اٹھایا بھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔ اللہ کی عادتِ کریمی یونہی جاری ہے کہ جو کوئی خیر کا قصد کرتا ہے تو اللہ اس کو خیر کی توفیق دیتا ہے، خیر کو اس پر آسان کردیتا ہے۔ جس نے کسی عملِ صالح کی نیت کی تو وہ اس پر ثابت قدم رہے گا۔ رہی یہ بات کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ

"کوئی آدمی اہل جنت کے سے کام کرتا ہے حتیٰ کہ اس آدمی اور جنت کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے۔ پس اس پر تقدیر سبقت لے جاتی ہے وہ جہنمیوں کا سا کام کرنے لگتا ہے اور جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کوئی آدمی جہنمیوں کے سے کام کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے تو تقدیر اس پر سبقت لے جاتی ہے وہ اہل جنت کا سا کام کرنے لگتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے"۔ (متفق علیہ)

یہ حدیث اس آیت سے کچھ معارض نہیں ہے کیونکہ بعض روایات میں یوں بھی آیا ہے کہ اہل جنت کا سا عمل اور اہل دوزخ کا سا عمل بظاہر لوگوں کی نظر میں کرتا ہے۔ حالانکہ اللہ نے فرمایا:

﴿ وَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ﴾ (اللیل: ۵-۱۰)

"تو جس نے اللہ کے رستے میں مال دیا اور پرہیزگاری اختیار کی اور نیک بات کو سچ جانا، اس کو ہم آسان طریقے کی توفیق دیں گے اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ رہا اور نیک بات کو جھوٹ سمجھا، اسے سختی میں پہنچائیں گے"۔

فضیل بن عیاض نے کہا: "مسلمان مرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پر نیک گمان رکھو۔ حدیثِ جابرؓ میں آیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی وفات سے تین دن پہلے فرمایا کہ "کوئی شخص دنیا سے نہ جائے مگر اپنے اللہ پر نیک گمان رکھتا ہو"۔ (بخاری مسلم)

آیت نمبر ۱۳۳-۱۳۴

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بھلا جس وقت یعقوبؑ وفات پانے لگے تو کیا تم اس وقت موجود تھے؟ جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ تو انہوں نے کہا کہ آپ کے معبود اور آپ کے باپ دادا ابراہیمؑ، اسماعیلؑ اور اسحٰقؑ کے معبود کی عبادت کریں گے، جو یکتا معبود ہے اور ہم اسی کے مطیع اور فرمانبردار ہیں

یہ جماعت گزر چکی، ان کو ان کے اعمال کا بدلہ ملے گا اور تمہیں تمہارے اعمال کا اور جو اعمال وہ کرتے تھے اُن کی تم سے بازپُرس نہیں ہوگی"۔

اللہ نے اس آیت میں اہل عرب پر یہ حجت قائم کی ہے کہ یہ اولاد اسماعیلؑ ہیں اور کفار بنی اسرائیل پر بھی کہ جب یعقوبؑ کو موت آئی تو انہوں نے یہی وصیت کی تھی کہ صرف اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کرنا۔ اسماعیلؑ کو آباء میں شمار کرنا بطور تغلیب کے ہے اس لئے کہ اسماعیل یعقوبؑ کے باپ نہ تھے بلکہ چچا تھے۔ نحاس نے کہا: عرب چچا کو باپ بولتے اور خالہ کو ماں کہتے ہیں حدیث میں ہے: "عم الرجل صنو ابیہ" چچا باپ کے برابر ہوتا ہے "الخالۃ بمنزلۃ الام" خالہ ماں کی جگہ پر ہوتی ہے۔

اس آیت سے بعض نے دادا کو باپ ٹھہرا کر بھائیوں کو وراثت سے محروم رکھا ہے۔ بخاری نے فرمایا: ابوبکر صدیقؓ کا بھی یہی قول ہے۔ عائشہ صدیقہؓ، حسن بصریؒ، طاؤس، عطاء، ابو حنیفہ اور بہت سے متقدمین اور متاخرین علماء اسی طرف گئے ہیں۔ امام مالکؒ، شافعیؒ، احمدؒ کا قول یہ ہے کہ بھائی بھی اپنا حصہ لیں گے۔ عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ عبداللہ بن مسعودؓ، زید بن ثابتؓ اور ایک جماعت سلف و خلف، امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔

خطاب یہود و نصاریٰ کو ہے کیونکہ یہ اپنے آپ کو ابراہیمؑ اور ان کی اولاد کی طرف منسوب کرتے تھے اور یوں کہتے تھے کہ ان کا دین، یہودیت اور نصرانیت ہے۔ اللہ نے ان کی بات کی تردید کی۔ فرمایا: تم مقتدی ہو اور ان کا دین، دینِ اسلام تھا، جس میں توحید و اخلاص ہے۔

یعقوبؑ اور عیصؑ جڑواں پیدا ہوئے تھے۔ ولادت میں عیصؑ پہلے پیدا ہوئے، بعد میں یعقوبؑ اسی لئے ان کا نام پیچھے آنے کے سبب یعقوبؑ رکھا گیا۔ ان کے بارہ بیٹے تھے۔ اسماعیلؑ کا نام اسحٰقؑ سے اس لئے پہلے لیا کہ وہ اسحٰقؑ سے چودہ برس بڑے تھے۔ ہمارے رسول اکرم ﷺ کے جدِّ اعلیٰ ہیں۔

ایک رب کہہ کر جو یہ کہا کہ ہم اسی کے حکم پر ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم توحیدِ الوہیت کے قائل ہیں، اسی کے لئے مطیع و منقاد ہیں جیسے اللہ نے فرمایا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَ لَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ ﴾

"حالانکہ سب اہلِ آسمان و زمین خوشی خوشی یا مجبوراً اللہ کے فرمانبردار ہیں اور اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں"۔ (آل عمران: ۸۳)

ابن کثیرؒ نے کہا: اسلام سارے انبیاء کی ملت ہے، گو ان کی شریعتیں الگ الگ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴾ (الانبیاء: ۲۵)

"اور جو پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے بھیجے ان کی طرف اپنی وحی کی کہ میرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو میری ہی عبادت کرو"

اس بارے میں بہت سی آیات ہیں۔ حدیث میں ہے: "ہم گروہ انبیاء علاتی اولاد ہیں، ہمارا دین ایک ہے۔ پچھلی آیت کا مطلب یہ ہوا کہ تمہارے آباؤ اسلاف جو انبیاء و صلحاء تھے تم اپنے آپ کو ان کی طرف منسوب کرتے ہو، سو یہ انتساب تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا جب تک تم خود نیک عمل نہ کرو۔ ان کے اعمال ان کے ساتھ چلے گئے تمہارے اعمال تمہارے ساتھ ہیں تم سے ان کے اعمال کی کچھ باز پرس نہ ہوگی، تم سے تمہارے اعمال کا مواخذہ ہوگا۔ ابو العالیہ اور قتادہ نے کہا: اس اُمت سے مراد ابراہیمؑ، اسحٰقؑ، یعقوبؑ اور ان کی اولاد ہیں۔

فتح البیان میں ہے: اس آیت میں ان لوگوں کا ردّ ہے جو اپنے سلف صالحین کے عمل پر توکل کرکے تمنائے باطل سے اپنا جی خوش کرلیتے ہیں۔ اسی لئے حدیث میں ہے: "جس کا عمل اس کو مؤخر کردے، اس کا نسب اس کو آگے نہیں کرے گا" یعنی سلف صالحین کی نیکیاں تمہارے کام نہ آئیں گی۔ نہ ان کے سیّات کا مواخذہ تم سے ہوگا۔ اس میں ایسے آدمی کے نظریے کا بھی بطلان ہے جو مشرکین کی اولاد کو عذاب جائز تسلیم کرتا ہے کیونکہ ان کے تابع تھی۔ ابن فارس نے کہا "اس میں اثبات ہے کہ بندے کا عمل ہی بندے کے کام آئے گا، اسی عمل پر ثواب و عذاب ہے"۔

آیت نمبر ۱۳۵

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِیْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور یہودی اور عیسائی کہتے ہیں یہودی بن جاؤ یا عیسائی بن جاؤ تو تم سیدھے رستے کو پالو گے۔ اے نبی اکرم ﷺ! ان سے کہہ دیجئے (ہرگز نہیں) بلکہ ملتِ ابراہیمی اختیار کرو جو خالصتاً ایک اللہ کی عبادت کرنے والے تھے اور ان کا مشرکین سے کوئی تعلق نہ تھا"

ابن عباس ؓ نے فرمایا: عبداللہ بن صوریا اعور یہودی نے رسول اکرم ﷺ سے کہا تھا: "ہدایت صرف وہی ہے جس پر ہم گامزن ہیں سو آپ ہماری پیروی کریں، ہدایت پا جائیں گے"۔ اسی طرح عیسائیوں نے بھی کہا تھا، جس پر اللہ نے یہ آیت اتاری۔

ان کا دوسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت یہودی رؤسا کے حق میں نازل ہوئی جیسے کعب بن اشرف، مالک بن سیف، وھب بن یہوذا اور نجران کے عیسائیوں کے بارے میں نازل ہوئی جیسے سید اور عاقب اور ان کے ساتھی جو دین میں مومنوں سے جھگڑا کرتے تھے۔ ہر گروہ کا دعویٰ یہ تھا کہ ہم حق پر ہیں، ہم ہی اللہ کے دین کے مستحق ہیں۔

اسی طرح آج مقلدین حنفی یہ بات کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب حق ہے، تم بھی اسی مذہبِ خاص کے مقلد ہو جاؤ سیدھے رستے پر آجاؤ گے۔ ان لوگوں کا جواب بھی وہی ہے جو اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو سکھایا ہے کہ ہم یہودیت اور نصرانیت کو جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو آنا نہیں چاہتے بلکہ ہم ملتِ ابراہیم کی پیروی کرتے ہیں وہ اپنے دین میں یکسو اور مستقیم تھے۔ اہل تقلید کو ہمارا یہی جواب ہے کہ ہم بھی کسی امام کی طرف آنا، کسی مذہبِ خاص کی تقلید کرنا اور بندوں کے بندے بننا نہیں چاہتے۔ ہم تو متبعِ رسول اللہ ﷺ ہیں جن پر قرآن اُترا تھا۔ اس قرآن میں تقلید کی مذمت ہے، تقلید کی طرف دعوت دینا بعینہٖ ویسا ہے جیسا یہودیت و نصرانیت کی دعوت دینا، اس لیے کہ اصل تقلید مذہبِ یہود سے نکلی ہے۔ قرآن مجید میں تقلید کی حکایت دو ہی فرقوں کے بارے میں بتائی گئی ہے۔ ایک اہلِ کتاب سے، دوسری مشرکین سے۔ اس وجہ سے علمائے اسلام نے تقلید کو شرک کہا ہے، حرام بتایا ہے۔ یہ تقلید اگر اصولِ ایمان میں ہے تو شرک باللہ ہے، اگر فروعِ احکام میں ہے تو شرک فی الرسالہ ہے اس طرح کوئی مقلد ساری دنیا میں معظّم و محبِ رسول اللہ ﷺ نہیں ہے۔

مشرکوں نے اللہ کی یہ قدر کی کہ اس کو چھوڑ کر ہر کسی مخلوق عاجز یا مصنوعی معبود سے التجا کرنے لگے، غیر اللہ کی عبادت اختیار کرلی، معبودِ برحق ربِ مطلق تو کوئی اور تھا، یہ کسی اور ہی کے بندے بنے، اللہ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ﴾ (الحج: ۷۴)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ان لوگوں نے اللہ کی قدر جیسی کرنی چاہئے تھی، نہیں کی"۔

مقلدین نے رسول اکرم ﷺ کی یہ قدر افزائی کی کہ ان کے اقوال و افعال سے قطع نظر کرکے لوگوں کے اقوال و آراء کو سند پکڑا، امت تو رسول اکرم ﷺ کی تھی، غلام بنی اور امتیوں کی (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

قرطبی اور مجاہد وغیرھما نے کہا ہے: حنیف کہتے ہیں مخلص کو۔ ابن عباس؄ کا فرمان ہے حاجی کو حنیف کہتے ہیں۔ ابوالعالیہؒ نے کہا: حنیف وہ ہے جو قبلے کی طرف نماز پڑھتا ہے۔ ربیع اور انس نے کہا: حنیف کہتے ہیں متبع کو۔ ابو قلابہ نے کہا: حنیف وہ ہے جو اللہ کے سارے رسولوں پر ایمان لاتا ہے۔ قتادہ نے کہا: حنیف یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دے۔ اس میں ماں، بیٹی، خالہ اور پھوپھی سے نکاح کا حرام ہونا اور اللہ نے جو چیزیں حرام کی ہیں، وہ سب شامل ہیں۔

فتح البیان میں ہے کہ حنیف وہ ہے جو دینِ باطل سے دین حق کی طرف مائل ہو۔ امام بخاریؒ نے الادب المفرد میں ابن عباس؄ سے روایت کی ہے کہ "رسول اکرم ﷺ سے کہا گیا: اللہ کو کون سا دین زیادہ محبوب ہے؟ جواب دیا "حنیفیہ" (اخرجہ احمد وابن المنذر)

یعنی ملتِ ابراہیم جس میں کسی طرح کے شرک و بدعت کا لگاؤ اور ملاوٹ نہیں۔ خالص توحید اور مجرد اتباع ہے، اس ارشاد میں کہ ابراہیمؑ مشرکین میں سے نہ تھے، یہود و نصاریٰ سے اختلاف ہے۔ کیونکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ عزیرؑ اللہ کے بیٹے ہیں، اور اسی طرح نصاریٰ مسیح کو ابنُ اللہ کہتے ہیں۔ اس لیے اللہ نے واضح کردیا کہ ابراہیمؑ تمہاری اس حالت پر نہ تھے یعنی شرک باللہ سے بے نیاز تھے۔

آیت نمبر ۱۳۶

قُولُوٓاْ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيۡنَا وَمَآ أُنزِلَ إِلَىٰٓ إِبۡرَٰهِـۧمَ وَإِسۡمَٰعِيلَ وَإِسۡحَٰقَ وَيَعۡقُوبَ وَٱلۡأَسۡبَاطِ وَمَآ أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَآ أُوتِيَ ٱلنَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمۡ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ أَحَدٖ مِّنۡهُمۡ وَنَحۡنُ لَهُۥ مُسۡلِمُونَ

"(اے اہل اسلام) کہو ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر اتری اس پر اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو (صحیفے) ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحٰقؑ، یعقوبؑ اور ان کی اولاد پر نازل ہوئے ان پر اور جو کتابیں موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو عطا ہوئیں ان پر اور جو دوسرے پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے ملیں ان سب پر ایمان لائے، ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (اللہ واحد) کے فرمانبردار ہیں"۔

اللہ نے اس آیت میں مومنین کو یہ ارشاد فرمایا کہ جو رسول اکرم ﷺ کے ذریعے تم پر نازل ہوا، اس پر مفصل ایمان لاؤ اور جو پہلے انبیاء پر اترا، اس پر مجملاً ایمان لاؤ، پھر بعض اُولوالعزم رسولوں کے نام لئے، باقی انبیاء کا مجمل ذکر کیا اور فرمایا کہ ان میں فرق نہ کرو، سب پر یکساں ایمان لاؤ، نیز ان لوگوں کی مانند نہ ہو جانا جن کے بارے میں ارشاد ہے:

﴿ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ﴾

"اور وہ لوگ جو اللہ اور اس کے پیغمبروں میں فرق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور ایمان اور کفر کے درمیان ایک راہ نکالنا چاہتے ہیں، وہ بلاشبہ کافر ہیں"۔ (النساء: ۱۵۰)

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: اہل کتاب توراۃ کو عبرانی زبان میں پڑھ کر، اہلِ اسلام کے لئے عربی زبان میں تفسیر کرتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نہ تصدیق کرو نہ تکذیب، یوں کہو: آمنا باللہ وما انزل اللہ (بخاری)

عبداللہ بن عباسؓ کا فرمان ہے کہ:

"رسول اکرم ﷺ سنتِ فجر میں اکثر یہی آیت (آیت ۱۳۶) پڑھتے اور دوسری رکعت میں سورہ آل عمران کی آیت ۵۲ ﴿ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ.... ﴾ الخ پڑھتے" (مسلم، ابوداؤد، النسائی)

ابوالعالیہ، ربیع اور قتادہ نے کہا: "اسباط" سے مراد یعقوبؑ کے بارہ بیٹے ہیں، ہر بیٹے سے بہت سی اولاد پیدا ہوئی جو سب "اسباط" کہلائے۔ خلیل بن احمد نے کہا: اسباط بنی اسرائیل، قبائل میں اسباط بنی اسماعیل کی مانند تھے۔ زمخشری کہتے ہیں: اسباط یعقوبؑ کے بارہ بیٹوں کے بیٹے (پوتے) ہیں۔ رازی نے بھی اسی کو پسند کیا ہے۔ امام بخاری کا فرمان ہے: اسباط، قبائل بنی اسرائیل ہیں۔ ان میں جو انبیاء ہوئے اللہ نے ان پر وحی اتاری۔ جس طرح موسیٰؑ نے ان سے کہا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اُذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ﴾

"اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تمہیں عطا کی۔ اس نے تم میں پیغمبر پیدا کئے اور تمہیں بادشاہ بنایا"۔ اور اللہ نے فرمایا: (المائدہ: ۲۰)

﴿ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ﴾ (اعراف: ۱۶۰)

"اور ہم نے ان کو (بنی اسرائیل) الگ الگ کرکے بارہ قبیلے اور بڑی بڑی جماعتیں بنا دیا"

قرطبی نے کہا اسباط، سبط سے مشتق ہے، سبط کا معنی ہے "لگاتار" سو یہ اسباط جماعات تھے۔ یا یہ ماخوذ "سبط" سے ہے، سبط کہتے ہیں درخت کو یعنی کثرتِ تعداد میں درختوں کی مانند تھے ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سارے انبیاء (سوائے دس کے) بنی اسرائیل میں ہوئے۔ مثلاً نوحؑ، ہودؑ، صالحؑ، شعیبؑ، لوطؑ، ابراہیمؑ، اسحٰقؑ، یعقوبؑ، اسماعیلؑ، اور محمد ﷺ

قرطبی نے کہا: سبط اس جماعت کے قبیلے کو کہتے ہیں جو ایک اصل (نسب) کی طرف منسوب ہوں۔ قتادہؒ نے کہا: اللہ نے حکم دیا کہ سب مومنین اللہ پر ایمان لائیں، اللہ کی سب کتابوں اور رسولوں کی تصدیق کریں۔ سلمان بن حبیبؒ نے کہا ہمیں فقط یہ حکم دیا گیا کہ ہم توراۃ اور انجیل کو مانیں، ان پر عمل کا حکم نہیں ہے۔

حدیثِ معقل بن یسارؓ میں ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "توراۃ، زبور اور انجیل پر ایمان لاؤ، لیکن تمہیں صرف قرآن کافی ہونا چاہیے" (ابن ابی حاتم)

یعنی عمل صرف قرآن ہی پر کرو۔ یہی بات حضرات اہل حدیث، اہل بدعت اور اصحابِ تقلید سے کہتے چلے آتے ہیں کہ سب علماء، اولیائے اسلام اور ائمہ دین کو مانو، یعنی انہیں اللہ کے مخلص و مقبول بندے جانو مگر سوائے قرآن و حدیث کے کسی کی بات کو لازمی نہ پکڑو۔ سند کے لئے صرف دو چیزیں ہیں: کتاب عزیز اور حدیث رسولؐ! ○

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ